رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ... ... صہ
۲۔ خواص و معاونین سے ۵
۳۔ ہندوستان سے باہر ۶
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۸
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲

نوٹ یہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

تازہ وحی

۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء
بوقت چار بجے صبح

(۱)
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۱ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء قبل ظہر

تنباکو۔ افیون اور شراب وغیرہ کے متعلق ذکر تھا کہ ان کی عادت جن لوگوں کو ہو جاتی ہے پھر ان کا چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بالخصوص شراب تو ایک ایسی چیز ہے کہ چھوڑ دینے کے بعد بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا عام دوری امراض کی طرح بعض اوقات دورہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایسا خطرناک اور شدید دورہ ہوتا ہے کہ انسان پاگل ہو جاتا اور آخر کار پی ہی لیتا ہے خواہ پھر ہوش سنبھالنے پر توبہ ہی کر لے۔

فرمایا

وہ معاصی کا دورہ ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں ہے۔ جہاں قوت ایمانی ہو وہاں معاصی ٹھیر ہی نہیں سکتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگی کی طرف دیکھا جاوے کہ انھوں نے حرمت کی آیت نازل ہونے کے بعد کیسی چھوڑی کہ پھر اس توبہ کی حالت میں ہی مر گئے۔ وہاں تو شراب نے کبھی دورہ نہ کیا۔ اور نہ ہی کسی کو ایسا از خود رفتہ کر لیا کہ وہ مجبور ہو جاتا۔ حکم حرمت کے دن شہر کی گلیوں میں ٹخنوں تک بہ نکلی۔ مگر یہ سب کچھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کے ایمان ایسے قوی ہو گئے تھے کہ شراب بھی جس کا وہ لوگ پانی کی جگہ استعمال کرتے تھے شرک کی طرح ایسی نابود ہوئی کہ پھر نہ عود کر سکی

آں حضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے کیا معصوم رکھا تھا کہ باوجودیکہ آپؐ کے تمام رشتہ دار اور اقربا اور ہم قوم اس خبیث چیز کے استعمال میں مستغرق تھے۔ اور آں حضرتؐ نے اپنی ابتدائی ۴۰ سالہ زندگی انہی لوگوں میں بسر کی مگر کسی کا اثر آپؐ پر نہ ہوا۔ گویا روز ازل ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معصوم بنایا تھا۔ اور یہ آپؐ کی فطرت سلیم کی اور عصمت کی ایک خاص دلیل ہے۔

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

کسی شخص کا یہ اعتراض کہ احمدیوں نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بات بات پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

فرمایا

ایسے اعتراض باریک در باریک بغض کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کیا شرک گناہ اور ناپاک زندگی سے توبہ کرنا تبدیلی نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص بیعت کر کے جاتا ہے اس میں تبدیلی ضرور ہوتی ہے۔ شاذ و نادر پر اعتراض کرنا ایمانداری نہیں ہے۔ بلکہ قرآن شریف نے تو نکتہ چینی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ ۔ جیسے تم بھی تو ایسے ہی تھے خدا نے تم پر احسان کیا۔ غور سے دیکھا جاوے تو جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانہ بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں ہے۔ دیکھو آں حضرت صلعم کی وفات کے بعد دنیا میں کیسا طوفان ارتداد برپا ہوا تھا کہ سوائے چند ایک جگہ کے جماعت بھی نہ ہوتی تھی۔ معترض کو کوئی خاص عناد اور بغض ہے اور اس نے ظلم کیا ہے اور خواہ مخواہ حملہ کیا ہے۔ ورنہ ان لوگوں کی تبدیلی تو حیرت میں ڈالتی ہے۔ معترض غیب دان تو ہے نہیں کہ دوسرے کے دل کے خیالات نیک و بد پر اطلاع پا سکے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اندر ہی اندر تبدیلی کرتا ہے۔ اور خدا سے ایک خاص خلوص اور تعلق محبت رکھتا ہے مگر وہ دوسروں کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

۲۴- اپریل ۱۹۰۸ء

فرمایا کہ

بیماریوں میں جہاں تقدیر مبرم ہوتی ہے وہاں تو کسی کی پیش ہی نہیں جاتی۔ اور جہاں ایسی نہیں۔ وہاں البتہ بہت سی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ جواب بھی دے دیتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشابہ بمبرم ہوتی ہے۔ اس کے ٹلا دینے پر بھی خدا قادر ہے۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ تحقیقات بھی کام نہیں دیتی۔ اور ڈاکٹر بھی لاعلاج بتا دیتے ہیں۔ مگر خدا کے فضل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ بہتر سامان پیدا ہوتے جاویں اور حالت دن بدن اچھی ہوتی جاوے۔ ورنہ بصورت دیگر حالت مریض کی دن بدن ردی ہوتی جاتی ہے۔ اور سامان ہی کچھ ایسے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ

(مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی)[1]

فرمایا اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتوے دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے اُن کے واسطے دعا کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے۔ گویا کہ مردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے مردوں کو زندہ کرنے کے جو قصے مشہور ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جھوٹ بہت کچھ ملاوٹ کی گئی ہے۔ ورنہ اگر ہزاروں مُردے زندہ ہو جاتے تو یہودی کیا بالکل ہی اندھے ہو گئے تھے کہ ایسا کھلا کھلا نشان دیکھ کر بھی کہ جس میں غیب بالکل اٹھ گیا اور گویا کہ خدا خود سامنے نظر آ گیا ایسی حالت دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ کیا وہ ایسے ہی قسی القلب تھے کہ ایمان لانا تو درکنار بلکہ خود حضرت مسیحؑ کو جن کے لئے ایسے ایسے معجزات خدا نے دکھائے کہ گویا آسمان کے کل پردے اُٹھا دیے اُن کو پکڑ کر سولی دیا۔ اور اُن کے سر پر کانٹوں کا تاج پہنایا۔

اصل بات یہی ہے کہ زمانہ دراز گذرا ہے۔ اصل کتاب موجود نہیں۔ نرے تراجم ہی تراجم رہ گئے ہیں۔ خدا جانے کیا کچھ ان لوگوں نے اپنی طرف سے بڑھایا اور کیا کیا نکال دیا۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔

فرمایا

کہ خدا کے معجزات تو ہوتے ہیں مگر اُن سے فائدہ صرف مومن ہی اُٹھاتے ہیں۔ بے ایمان لوگ اُن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور محروم ہی رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ معجزات میں بھی ایک قسم کا پردہ اور غیب ضرور ہوتا ہے۔

مکرمی جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ذکر کیا کہ بعض انگریزان پادریوں سے سخت متنفر ہوتے ہیں سنتے اکر بعض لوگ گرجوں کو بجائے اس کے ان میں نماز پڑھیں کسی اور مفید کام پر لگا لیا بہتر جانتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اکثر ایسے کہ وہ تو خدا سے انکار کر بیٹھے ہیں۔ کیونکہ عیسائی ہو کر سب سے پہلی نیکی شراب پینا ہے۔ اور پھر آگے جوں جوں ترقی کرے گا اور اپنے کمال کو پہنچیگا تو **کفارہ** پر ایمان لاوے گا اور یقین کرے گا کہ شریعت لعنت ہے۔ اور کہ حضرت مسیحؑ ساری اُمت کے گناہوں کے بدلے پھانسی پا کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ پھر گناہ کرے گا اور پیٹ بھر کر کرے گا اور اُسے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور خوف ہو تو کیسے۔ کیا مسیح اُن کے لئے پھانسی نہیں دیا گیا؟ غرض یہ تو ان کی عملی حالت ہے۔ پھر دنیا کو **خدائی** کا جو نمونہ دیا گیا تھا وہ ایسا کمزور اور ناتواں نکلا کہ تھپڑ کھائے۔ پھانسی دیا گیا۔ اور دشمنوں کا کچھ نہ کر سکا۔ بس انہی باتوں سے وہ خدا کے بھی منکر ہو گئے ہیں۔ اور وہ لوگ بے چارے ہیں بھی معذور۔ کیونکہ یہ سب امور فطرت انسانی کے بالکل خلاف پڑتے ہیں۔ بھلا کفارہ ایسی بیہودہ تعلیم سے بجز **ناپاک زندگی** کے اور ایسے کمزور و ناتواں خدا کے ماننے سے بجز **ذلت و ادبار** کی مار کے اور حاصل ہی کیا۔ اُنھوں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ ایسے خدا سے ہم یونہی اچھے ہیں۔ یہ اُن کا قصور نہیں بلکہ تعلیم کا قصور ہے۔

آریوں کو دیکھا جاوے

تو اُنھوں نے ذرہ ذرہ کو خدا بنا رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کے اعمال ہی اُن کے سکھ اور دکھ کا باعث ہیں گویا اُن کے اعمال ہی اُن کا خدا ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ ذرات عالم مع اپنے خواص کے خدا کی طرح ازلی ابدی ہیں۔ تو پھر خدا کو ان پر فضیلت کیسی اور حکم کیسا۔ خواہ مخواہ مداخلت بے جا کر کے اُن کی آزادی میں تصرف کرنے کا حق ہی کیا تھا۔ خدا کا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ وہ زمانہ آ گیا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے کہ وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا ۔

موجودہ آزادی کی وجہ سے انسانی فطرت نے ہر طرح کے رنگ ظاہر کر دیئے ہیں۔ اور تفرقہ اپنے کمال کو پہنچ گیا ہے [illegible] یا ایسا زمانہ ہے کہ ہر شخص کا ایک الگ مذ[illegible] یہی امور دلالت کرتے ہیں کہ اب نفخ صور کا وقت بھی یہی ہے۔ اور فجمعنٰھم جمعا کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہی زمانہ ہے۔

روس میں اہل اسلام پر ظلم

سخت افسوس ہے کہ روسی حکام نے مسلمانوں پر جور و ستم کرنا اپنا دستور بنا رکھا ہے۔ چنانچہ حال ہی خبر آئی ہے کہ شہر استراخان کی مشہور اسلامی انجمن "نور اسلام" کے صدر جناب مصطفیٰ سلطان بیگ اسماعیلوف کو مقامی حکام نے اس بیہودہ الزام پر گرفتار کرا لیا کہ انجمن بغاوت و سفید برداری کی خفیہ سازش کر رہی ہے۔ حالانکہ دفتر انجمن کی تلاشی میں ایک کاغذ بھی اس تہمت کو ثابت کرنے والا نہیں ملا اور کوئی گواہ بھی بہم نہیں پہنچا۔ مگر پھر بھی مولانا اسماعیلوف کو چھوڑنے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور انجمن اپنی فریاد بذریعہ تار برقی سینٹ پیٹرسبرگ تک پہنچانے پر مجبور ہوئی ہے جس میں انجمن نے لکھا ہے کہ اگر اسکے صدر پر کوئی بغاوت انگیز تقریر کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ تو انجمن ہر طرح اسکے خلاف ثبوت دینے کو آمادہ اور اپنے عزیز صدر کی بریت ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس کے علاوہ انجمن نے دوما کے مسلمان ممبروں اور دیگر اقوام کے نمائندوں کو بھی اس ظلم پر توجہ دلائی ہے اور اُن سے

[1] یہ شعر مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن نے پڑھا تھا۔ اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ حضور کا شعر تو یہ ہے کہ مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی ۔

تجدید دین سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط جس میں کہ سایل کا سوال ہے مولوی صاحب نے مجھے برائے جواب دیا چونکہ عبارت سوال بہت طویل ہے اس کا خلاصہ لکھکر جواب عرض ہے۔

خلاصہ سوال۔ مہدی و مسیح سے نصرت اسلام و کسر صلیب ہوگی یہ تو صاف ہے اسپر تو میں مطمئن ہوں لیکن یہ کہ خود اسلام کی اصلاح و تجدید کس طرح کی گئی یا کیجاویگی۔ مجھے پر شتبہ ہے۔ سوال ... تو یہ ہے کہ ضرورت تجدید کن ارکان و مسایل میں ہے۔

اسلام ہم کو طریق معاد و قوانین معاشرت سکھا کر اسپر عملدرآمد کرنے کے لئے تہدید فرماتا ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ۔ پس اگر طریق معاد قایم رکھکر قوانین معاشرت کلاً یا جزواً ناقابل عمل ہو جائینگے تو اکمال دین اپنی اصلی حالت پر قایم نہ ہوگا اور مجدد کا کام ہے کہ اکمال قایم رکھے مگر آجکل قوانین معاشرت کا بہت بڑا حصہ قایم نہیں ہے ہم باتباع قوانین سرکار بعض مسایل شرعی پر اگر عمل کریں تو بغاوت ہے۔ کیا مجھے سمجھایا جائے گا کہ اسلام کے اس حصہ کی تجدید جسپر عمل کرنے سے ہم قانوناً ممنوع ہیں کس طرح ہوگی اور حدود شرعی کس طرح قایم کی جائینگی؟!

جواب وباللہ التوفیق۔ حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وبارک کے قدم مبارک پر مبعوث ہوئے ہیں تمام انبیاء و مجددین کا کام سب سے مقدم توحید و ایمان کا قایم کرنا ہی ہوتا ہے دیکھو حضرت نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ شعیبؑ متفق اللفظ ہوکر ایک ہی منادی کرتے ہیں۔ یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ نمبر ۵۰ و ۶۱ و ۸۵

اس کے بعد اہم فالاہم پر متوجہ ہوتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئی قرآن مجید میں بھی پائی جاتی ہے۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ۲۸/۹

(وہ تو اپنی پھونکوں (اگلو اس مباحثہ) سے اللہ تعالیٰ کا نور بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا ہی کرکے رہیگا۔ اگرچہ منکر تو ناپسند ہی کرتے رہ جائیں گے وہ ذات پاک وہی ہے جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت (آخرین میں بروزی طور پر اس لئے) فرمائی کہ تمام ادیان پر اس ہدایت اور سچے دین کو غالب کردے) اس آیت شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے اظہار دین۔ حق کو ہی مسیح موعود کو سپرد کیا۔ حدیثی پیشگوئی میں بھی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس ایمان کا ہی ذکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا کاروار بنایا تو انکو بھی یہی وصیت فرمائی کہ اول ان کو ایمان کی دعوت کر پھر نماز پھر زکوٰۃ وغیرہ صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ اب عملی حصہ پر غور کرو حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت شعیب وقت ہلاکت قوم تک اور حضرت مسیح زمانہ صلیب تک اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ ہجرت تک کبھی بھی قوانین حدود و تعزیرات کی طرف متوجہ ہوئے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ تمام مکی سورتوں کو دیکھ لو کہیں نام و نشان حدود کا نہیں۔ بلکہ حرمت خمر وغیرہ بعد فتح مکہ نازل ہوئی۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے درخت سے تشبیہ دی ہے اور درخت کا پہلے پیل تنہ مضبوط ہوتا ہے اس کے بعد پھل پھول نکلتے ہیں غرض تجدید دین کا کام تدریجی ہوتا ہے۔ رب کے لفظ پر بہت غور کرو تفسیر عزیزی وغیرہ میں لکھا ہے رب کے معنے تدریجاً ترقی دینے والے۔ دیکھو ہر ایک ترقی میں کیسی تدریج ہے۔ تکمیل کا انتظار کرنا مومن کا کام نہیں بلکہ محرومی کا خوف ہے۔ دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ تجدید دین ہوئی ہے یا نہیں۔ سو ظاہر ہے کہ چار لاکھ سے زاید مسلمان مقلد غیر مقلد شیعہ یہود عیسائی ہند و آریہ دہریہ سکھ وغیرہ متفرق قوموں کا شیرازہ ایک ہی ایمانی رنگ پر جمع ہو چکا ہے۔ باقی یہ سوال کہ اس حصہ کی تجدید جس میں حدود و تعزیرات ہیں کس طرح قایم ہوگی۔ اول تو یہ سوال حضرت مسیح کی زندگی میں قبل از وقت ہے اس کا علم اللہ کو ہے کہ کب ہوگا کس طرح ہوگا بلکہ حضرت مسیح کے بعد بھی یہ سوال نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خزاین قیصر و کسرے کی کنجیاں دی گئیں مگر اس کا وقوع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وبارک کے بہت عرصہ پیچھے پورا ہوا۔ بلکہ قرآن کریم کی پیشگوئی یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۹/۱۹ وما ارسلناک الا کافۃ للناس ۲۲/۹ اب تک اپنے کمال کو نہیں پہنچی۔ اس دنیا کے خاتمہ تک برابر اس کا کمال بڑھتا ہی رہیگا

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ علٰی کل شیء قدیر کامل قدرت والا ذوالعجائب کا یہ کام ہے جس کا ذرہ ذرہ خادم ہے وہ بکل شیء علیم ہے اس لئے یہ سوال سوء ادب ہے۔ وہ تو وہ ذات ہے جس نے موسےٰؑ کو جو بمقابلہ فرعون ہیمن (تھا) اور لا یکاد یبین فرعون کے سامنے کھل کر بول بھی نہ سکتا تھا پھر اس کی قوم ساری اس کی غلام تھی) فرعون پر کامل فتح عطا فرمائی بلکہ تمام انبیاء کی مقابل ہمیشہ اسی طرح ہوا۔

سوم یہ کہ حدود و تعزیرات تو اب بھی ہو سکتی ہیں۔ صرف مسلمانوں کا اپنا ہی قصور ہے صرف تعطیلات کا حال ہی دیکھو ہنود نے کوشش کرکر اپنے تہواروں کی تعطیلیں لے لیں مگر مسلمانوں نے پرواہ نہ کی کہ جمعہ کے لئے درخواست کرتے اسی طرح ورثہ کے متعلق خود مسلمانوں نے شرط ما جب العرض میں لڑکیوں کو محروم کر دیا۔ گورنمنٹ نے شرع محمدی بنا دی مگر مسلمان اب بھی حکام کا فیصلہ ہی چاہتے ہیں۔ اگر حدود کے متعلق مسلمان متفق ہو کر درخواست کریں تو عادل گورنمنٹ تو اب بھی ماننے کو تیار ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں مداخلت کرنا ہی نہیں چاہتی۔ بلکہ آیت محولہ سوال سے بھی سایل کا سوال حل ہو جاتا ہے آیت کا منشا ہے جو حدود اللہ کو توڑیگا وہ اپنی جان پر ظلم کریگا۔ اگر وہ حد متعلق سلطنت ہے تو سلطنت سے سزا پائے گا جیسے چوری قتل ڈاکہ وغیرہ اگر سلطنت کے متعلق نہیں اور گرفتار نہیں ہو سکا تو دنیا میں بھی ذلیل بدنام ہوگا بعد الموت بھی سزا پائیگا۔ غرض جبکہ جناب سایل صاحب خود لکھتے ہیں نصرت دین و کسر صلیب ہو رہی ہے تو ان کو زیادہ انتظار کرنا نہ چاہئے بلکہ خوف محرومی ہے۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

ضلع گوجرانوالہ۔ گجرات سیالکوٹ کے درزی احمدی احباب کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے بعد گذارش ہے کہ اگر سب صاحبان اس تجویز پر اتفاق رائے کر سکیں تو آپس میں رشتے ناطے کرنے کی آسانی ہو سکتی ہے۔ اگر ان اضلاع کے سب بھائی اپنی اپنی اولاد کے حالات علم۔ کسب ملازمت عمر۔ شادی شدہ۔ غیر شادی شدہ۔ وغیرہ مفصل لکھکر بذریعہ اخبار الحکم شایع کر دیں۔ اور شایع کرنے کی یہ تجویز ہو کہ جو بھائی ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں خط لکھیں ساتھ ہی روانہ کے ٹکٹ بھی روانہ کر دیں تاکہ اشتہار کی اجرت بھی وصول ہو جائے۔ اور یہ بھی واضح ہو جاوے کہ جو صاحب اس تجویز کے متفق الرائے ہوں وہ تین ہفتہ تک ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر دیں۔ اور اگر کوئی صاحب اس سے بہتر تجویز بیان فرمائیں تو ہم بطیب خاطر قبول کرنے کو طیار ہیں۔ فقط زیادہ حد ادب ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں کرد

واعظین کی ضرورت

ذیل میں مَیں ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کا ایک مضمون درج کرتا ہوں جو اُنھوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کے ایک اہم ذریعہ کی ضرورت پر لکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ قوم میں ایسے دردمند دل واعظ پیدا ہوں جو صبر و قناعت کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مدنظر رکھکر اور اپنا اصلی مقصد قرار دیکر گھر سے نکلیں اور کوبکو اور دہ بدہ ہی نہیں بلکہ ملک بملک پھر کر حق کی اشاعت کریں۔ یہ تجویز نئی نہیں الحکم کے ایڈیٹر نے آج سے آٹھ سال پیشتر اس تحریک کو پیش کیا تھا مگر اُس وقت اور آج کی حالت قوم میں وہی نسبت ہو سکتی ہے جو ایک سالہ اور آٹھ سالہ بچے کی طاقتوں میں ہوتی ہے۔ اس وقت یہ تحریک ایک دل سے نکلی اور کسی ایک یا دوسرے دل پر اثر کر دگئی۔ آج یقین کیا جا سکتا ہے کہ یہ بہت مناثر ہو۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کئی مرتبہ اس قسم کی تحریکیں اپنی مجلسوں میں کر چکے ہیں مگر ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ فی الحقیقت اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ کچھ لوگ اپنے گھروں سے نکلیں اور اس پیغام کو جو اُنھوں نے خدا کے مامور اور خلیفہ کے مُنہ سے سُنا دور دور تک پہنچائیں۔ یہ تجویز بہت ہی مبارک اور مفید ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان اغراض کی تکمیل کے لئے کیا راہ اختیار کرنی چاہیے۔ کیا اسی قدر کافی ہوگا کہ چند آدمی نکلیں اور بے سروسامان جدھر جس کا مُنہ اُٹھے چلا جاوے؟ اگرچہ سید صاحب نے اپنے مضمون میں اشارہ کیا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خاص انتظام ہونا چاہیے مگر میں اس کو ذرا کھول کر لکھنا چاہتا ہوں۔ فی زماننا واعظوں کی جو حالت ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں ہوتی اور نہ ان کی تقریریں کوئی اثر پیدا کرتی ہیں۔

اس لئے کہ عوام کے دلوں میں یہ بات جم چکی ہے کہ یہ ایک طبقہ ہے سائلین کا یہ ایک گروہ ہے مفتیوں کا۔ ان لوگوں کے متعلق ایسے خیالات کا عام ہونا عوام کو ان کی بات تک سُننے کا روادار نہیں بناتا چہ جائیکہ وہ ایسا مقصد لیکر نکلیں جو ایک انقلاب چاہتا ہے۔ اس لئے اگر ایسے لوگ نرے دریوزہ گر ہو کر نکلیں گے تو وہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوں گے۔ انکی ضروریات اور حوائج انہیں کہیں ٹھوکر کا باعث نہ ثابت ہوں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ وہ ایسی حالت میں جائیں کہ اُنھیں کہیں بھی دست سوال دراز نہ کرنا پڑے یہ انتظام تو قوم کو کرنا چاہیے۔ پھر یہ ضروری امر ہے کہ اس کام کے لئے کون لوگ منتخب ہونے چاہئیں؟ کیا ہر شخص اس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ واعظ کے منصب پر ممتاز ہو کر نکلے؟ واعظین کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئیں اس کی تفصیلی بحث کو چھوڑ کر یہ ضروری امر ہے کہ ایسے لوگ ہوں جو نفس پر کسی فن سے واقف ہوں اور کسی کے رعب اور ہیبت میں آکر خاموش نہ ہو سکیں۔ ان کو اپنے جذبات پر حکومت ہو اور اس کے علاوہ وہ سلسلہ کے مسایل سے واقف ہوں اور ساتھ ہی اسلام کی خوبیاں اور محاسن بیان کرنے پر قادر ہوں ان حملوں اور اعتراضوں کے جواب دے سکیں جو اس زمانہ میں مختلف مذاہب کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔

اس قسم کے لوگ ایک امتحان لیکر منتخب ہو سکتے ہیں۔ اور پھر یہ جماعت مختلف اطراف ملک میں نکل سکتی ہے۔ اور اگر قطع نظر اس سوال کے کوئی اہل ہو یا نہ ہو۔ اس مقصد کو لیکر نکلے گا۔ تو اندیشہ ہے کہ اصلی مقصد فوت نہ ہو جاوے۔ بہرحال خاص قواعد اور پابندیوں کے ماتحت ایک زمرہ طیار ہونا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

براوران ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ مَیں آپ صاحبان کی خدمت میں ایک درخواست لیکر پیش ہوتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ اس وقت جبکہ ساری دنیا کے انسان فسق و فجور میں گرفتار ہیں اور ایک پیاسے کی طرح اگرچہ محبت آلٰہی کے پیاسے تو ہیں مگر ایک خشک ریت کے میدان کو پانی سمجھکر اس کی طرف بھاگے جا رہے ہیں جہاں جا کر کہ سوائے تباہی کے اور اُن کے حصہ کچھ نہیں آتا۔ یعنے دنیا طلبی میں ایسے گرے ہیں کہ سچی کامیابی اور کلام کے رستوں سے دور جا پڑے ہیں اور اُن کی حالت قابل رحم ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے رحم فرمایا اور زمانہ کی ہدایت کے لئے اور رہنمائی کے لئے اپنا رسول وقت بھیجا ہے میں ایمان رکھتا ہوں کہ اس وقت دُنیا میں صرف ایک ہی جماعت اور قوم ہے۔ جو کہ خدا تعالےٰ پر مع اُس کی تمام صفات کاملہ کے جیسا کہ چاہیئے ایمان رکھتی ہے اور اس طرح سے ہر ایک قسم کے گناہ اور فسق و فجور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتی ہے اور اُس راہ پر چل رہی ہے جو کہ سچی کامیابی اور فلاح کو لیجاتی ہے اور مَیں مبارک دیتا ہوں کہ تو ہی وہ برگزیدہ قوم ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں چُنا اور خاص کر لیا۔ **وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** ۔ اے براوران آپ کی ہی وہ قوم ہے ۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنا جلوہ فرمایا اور اپنے پاک امام کے ذریعہ اپنے پاک نشانات ارضی و سماوی دکھا کر اپنی ہستی کا یقین آپ کے دلوں میں حق الیقین کے درجہ تک پہنچا دیا اور میرے آقا و مولا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۳۰۰ سال پہلے فرمائے ہوئے ارشادات کو تیری آنکھوں کے سامنے پورا کر کے اُس کی سچی عزت اور عظمت جو کہ عوام کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے تجھے آگاہ کیا اور اس سچے قانون کی جس پر چل کر ہمیشہ سے انسان حقیقی فلاح کو حاصل کرتے رہے ہیں تجھکو معرفت اور شناخت بخشی۔ اور اس طرح پر تجھے وہ قابل رشک درجہ اور رتبہ بخشا جو کہ اس سے پہلے انبیا و صحابہ کرام کو نصیب ہوا۔ اے قوم... ذرا اپنے گریبان میں نظر ڈال کر دیکھ کہ کیا تیرے کوئی عمل اس انعام کے قابل ہیں؟ مَیں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں یہ خدا کا خاص فضل اور عنایت ہے اور اُس کی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اس نے تجھے چُن لیا اور اپنے سچے امام کی جس کے انتظار میں ہزاروں سال سے آنکھیں لگی ہوئی تھیں تجھ کو وقت پر شناخت بخشی اور ان اس انعام کا حقدار کر دیا جو کہ انبیا کے ساتھیوں پر ہوا کرتے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہ وقت تیری خوشی کا ہے اور تیرے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ہزار ہزار شکر ادا کرنے کا ہے۔ تجھکو اے میری پیاری قوم اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اس وقت کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان تمام مہربانیوں کا ذکر سارے جہان کے ہر ایک فرد بشر تک پہنچانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جانے والے انسان پیدا کرنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور قرآن کریم کی عزت کو از سر نو دنیا میں قائم کرنا سب سے پہلا فرض ہونا چاہیئے اور اُس روح کو مسلمانوں اور دنیا کی دیگر اقوام کی روح میں پھونکنا چاہیئے جو کہ تیرے اندر تیرے پیارے امام کے ذریعہ پھونکی گئی اور جس کی وجہ سے تو نے اس دنیا میں بہشتی زندگی حاصل کی۔ تجھ پر اللہ تعالےٰ کا خاص رحم ہوا ہے۔ تیرا فرض ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کے رستہ میں اپنا ہر ایک ذرہ خرچ کرے اور اُس کی مخلوق پر رحم کرے اور صلح اور آشتی کو دُنیا میں پھیلائے۔ اور شیطان کے سر کو کچل کر آرام اور آسایش دُنیا میں قائم کرے۔ اور اے میرے پیارے براوران یہ کام اور یہ فرض آپ کا آسان نہیں ہے۔ یہ بڑا بھاری فرض ہے اور ایک عام انسان کے لئے جسکو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں پر کوئی امید نہ ہو۔ ایک دل توڑنے والی بات ہے۔ مگر تیرے لئے جو کہ اپنے مال و جان کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنے کے لئے کمربستہ ہے یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ تیرا فرض اتنا ہے کہ تو اُس کے اس کام میں دل و جان سے لگ جاوے۔ اللہ تعالیٰ جو اس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ تیرا دستگیر ہو جاوے گا اور عجیب در عجیب راہوں سے تیری مدد کرے گا۔ ہاں اتنا مَیں ضرور کہوں گا۔ کہ یہ ایک دو آدمی کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری جماعت کی مجموعی کوششوں کو چاہتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ ہم سارے ایک جان اور ایک تن ہو کر اس کام میں لگ جاویں اور ایک لشکر کی طرح جو کہ بڑے بڑے بہادر آدمیوں سے بنا ہوا ہوتا ہے آگے بڑھنے لگ جاویں اور ہر ایک روک اور اٹ کو جو رستہ میں پڑے کندھے سے کندھا ملا کر ہٹا دیویں اور اگرچہ اس دھاوے میں ہم میں سے کئی تباہ ہو جاویں مگر وہ ہمارے لئے دلیری کا

موجب ہوں نہ کہ کرہت ہارنے کا۔ اور ہم چلتے جاویں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو اُس کے پاک نشانوں اور اپنی پاک زندگی کی مثالوں سے اور دعاؤں سے ہر ایک فرد بشر تک پہنچا دیویں خواہ وہ عیسائی ہو۔ خواہ وہ یہودی ہو۔ خواہ ہندو ہو۔ اور خواہ وہ مسلمان۔ غرض کہ کوئی ہووے اور کسی ملک کا ہووے۔ مگر یہ کام صرف دو ایک رسالوں اور اخباروں کے اجرا سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تھوڑے چندے دیکر ایک سکول کے بنانے سے۔ یہ کام ہم سب کی زندگیوں کا خواستگار ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ہم سب تعلقات پر اور رشتوں پر اللہ تعالیٰ کے رشتہ اور تعلق کو مضبوط کریں۔ اور ہماری زندگی کا ہر ایک کام بجائے اپنے تعلق داروں کے لئے ہونے کے یا اپنی زندگی کے لئے ہونے کے جیسا کہ دوسرے دُنیاداروں کا کام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اور ہم اپنی اپنی طاقت کے مطابق باہر نکلیں اور اگر خود نہ جا سکیں تو اوروں کو باہر نکالیں اور چندہ کر کے باہر بھیجیں تا کہ وہ اس رحمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تجھ تک پہنچائی ہے ہر ایک فرد بشر کے کان تک پہنچائے اور پہنچاتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو کان سننے کے لئے دیدیوے۔

اے قوم تیرے اور تیری ذریت کے لئے مناسب ہے کہ ایشیا اور افریقہ۔ یوروپ۔ امریکہ۔ اسٹریلیا کے کسی کونے کو خالی نہ چھوڑے اور کوئی گاؤں اب باقی نہ رکھے جہاں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو پکار پکار کر اس دہریت کے زمانہ میں نہ پہنچا دے۔ اے قوم یہ کام ہے جس کے لئے کہ تجھکو اب بہت جلد طیاری کرنی چاہیئے۔ اپنی جان اور اپنے بچوں کو اس مہم کے لئے طیار رکھ۔ اور ان سفلی زندگیوں کو اس نیک راہ میں خرچ کر تا کہ تجھکو اصلی اور ابدی زندگیاں عطا ہوں۔ اے قوم اگر تو ایسا نہ کریگی اور اس وقت اپنی خانہ نشینی میں مست رہے گی۔ تو مجھے ڈر ہے کہ قوم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح تو بھی ان انعامات سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرض کے ادا کرنے والوں کے لئے رکھے ہیں محروم رہے گی۔ اور یہ کام جو کہ ضرور ہو کر رہنا ہے کوئی اور قوم تیرے سوا کر لے گی۔ اے قوم اُس حالت میں تجھ سے زیادہ بدقسمت اور کون قوم کہی جا سکے گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھکو توفیق بخشے اور اس کام کو جو ہمارے مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی منشائے مبارک کے مطابق شروع کیا ہے اور جسکی کہ تو از حد ممنون ہے۔ تکمیل تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سرخرو ہو جاوے اور اُن انعامات کے حصول کی مستحق ٹھہرے۔ جو کہ صحابہ ابرار پر کئے جاتے رہے ہیں۔ آخر میں میں سارے سر برآوردگان قوم کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ میری اس عرض پر کچھ عملی رنگ لانے کی تجویز کرنی چاہیئے تا کہ وقت تیاری میں ہی گذر نہ جاوے۔ ہماری ضروریات ہماری حیثیت جو کچھ ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ مگر جب تک ہم اپنے آپ کو صرف ایثار کے لئے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیف نہ دیں گے اور اس اسباب پرستی کو جو کہ آجکل ساری دنیا میں ایک بڑے بھاری بُت کا کام کر رہی ہے اور اچھی طرح سے اللہ تعالیٰ کی جگہ لے رہی ہے اللہ کے لئے جو کہ قادر مطلق ہے اور ہم طرح طرح سے اپنی تائید سے مدد بھی دے سکتا ہے نہ چھوڑیں گے۔ تب تک ہم اس زمینی زندگی سے اُٹھا کر بہشتی زندگی میں نہ ڈالے جاویں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اسباب کا خیال رکھیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ خیال کرتے کرتے ہم میں اور باقی دُنیاداروں میں کوئی ظاہرا فرق نظر نہیں آتا۔ سو ہم کو چاہیئے کہ ہم امتیازی زندگی بسر کریں تا کہ دُنیا میں اوروں سے امتیاز کئے جاویں اور اللہ تعالیٰ کے نشان بن کر اُس کا چمکتا ہوا چہرہ دنیا پر ظاہر کریں۔ اور اس لئے جب اُس نے اپنے فضل سے رحمت کی ہے ان کی باقی مخلوق کے لئے اُس کی رحمت کا کام دیں۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا میری اس عرض کو آپ سب صاحبان کے دلوں تک پہنچا دے اور مجھکو اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی بہت جلد توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن (لاہور)

ڈیپوٹیشن کا تیسرا دورہ

ایسٹر کی تعطیلات میں وفد بغرض فراہمی چندہ تعمیر مدرسہ مقامات ذیل کے احباب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گجرات۔ کڑیانوالہ۔ وزیر آباد۔ جموں۔ سیالکوٹ۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ ان میں سے اکثر مقامات میں سلسلہ کی ضروریات سے واقف اور مخلص احباب پہلے ہی فراہمی چندہ کے متعلق پوری کوشش کر چکے تھے۔ اگرچہ تجویز یہ تھی کہ پہلے یہ وفد احباب راولپنڈی کی خدمت میں حاضر ہو مگر حکیم شاہنواز صاحب کا خط آنے پر کہ راولپنڈی کی جماعت سے جس قدر چندہ ہو سکا وصول کر کے بھیج دیا گیا ہے اور تھوڑا سا قابل وصول باقی ہے۔ جو عنقریب بھیج دیا جائے گا۔ راولپنڈی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا گیا۔ اور اس کی بجائے کڑیانوالہ کو جو گجرات سے تین چار گھنٹہ کا یکہ کا سفر ہے شامل کر لیا گیا۔ انجمن کی طرف سے میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی کوششوں سے اس وفد کو امید سے بڑھکر کامیابی ہوئی اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے جنھوں نے مجوزہ چندہ میں حصہ لیکر سلسلہ کی ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس جگہ میں پہلے فہرست چندہ دیتا ہوں جو مختلف جماعتوں سے وصول ہوا ہے یا جس کی ادائگی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ صرف چندہ تعمیر مدرسہ ہے۔

	وصول	وعدہ	میزان
کڑیانوالہ	[illegible]	—	[illegible]
گجرات و کھاریاں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
وزیر آباد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جموں	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سیالکوٹ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]

قبل اس کے کہ میں اور کچھ لکھوں اس قدر اور بیان بڑھانا ضروری ہے کہ علاوہ اس رقم کے چودھری نصر اللہ خان صاحب پلیڈر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سیالکوٹ نے تین ہزار دو سو روپیہ کی رقم دو کمروں کی تعمیر کے لئے دی ہے۔ جس میں سے ایک ہزار روپیہ نقد انھوں نے عطا فرمایا ہے اور باقی دو ہزار دو سو روپیہ عنقریب ارسال فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ اس کا مفصل ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔ اس رقم کو شامل کر کے کل چندہ جو وفد کے اس دورہ میں ہوا وہ سات ہزار سات سو چھتیس روپے ہے جس میں سے دو ہزار چار سو چھتیس روپے وصول ہیں اور باقی پانچہزار تین سو روپے قابل وصول ہیں۔ چندہ تعمیر کے علاوہ لنگر خانہ کے لئے [illegible] کی رقم وصول ہوئی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جماعت گجرات [illegible]۔ سیالکوٹ [illegible]۔ ایک صاحب از سیالکوٹ کے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے [illegible]۔ جموں [illegible]۔ مستر احمد عمر از جموں چھ روپے و ایک روپیہ نذرانہ۔ اہلیہ ماسٹر ہدایت اللہ صاحب گجرات تین روپے۔ علاوہ ازیں متفرق رقوم مدرسہ اشاعت اسلام مسکین فنڈ۔ یتامی۔ زکوۃ۔ مقبرہ اور شفاخانہ کی مدات میں بھی وصول ہوئیں۔ اور کل روپیہ وصول شدہ کی میزان تین ہزار کے قریب ہو گئی اور اس طرح یہ گو یا وفد کے اس دورہ میں آٹھ ہزار سے

سے کچھ اوپر کل چندہ ہوا جو الحمدللہ ایک بڑی بھاری کامیابی ہے خصوصاً جب جماعت کی قلت ایام قحط اور اسپر چندوں کی کثرت کو جو اس سلسلہ میں احباب کو دینے پڑتے ہیں مدنظر رکھا جاوے۔ یہ کامیابی محض خدا کے فضل اور اُس کی تائیدوں اور نصرتوں سے ہے جو اس سلسلہ کی ہر ایک شاخ کے شامل حال ہیں۔ وفد کی کسی کوشش کا یہ نتیجہ نہیں۔

اس جگہ چند امور خصوصیت سے ذکر کرنے کے قابل ہیں سب سے پہلے انجمن احمدیہ ضلع سیالکوٹ کی کوششیں ہیں جو اس انجمن نے صدر انجمن احمدیہ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ سلسلہ حقہ احمدیہ کے مقاصد کو کامیاب بنانے میں کی ہیں اور کر رہی ہے۔ چندہ تعمیر اور لنگر خانہ جو اس وقت اس جماعت سے وصول ہوا ہے اس کے علاوہ بھی اس جماعت کی طرف سے بڑی بڑی مدد سلسلہ کو پہنچتی رہتی ہے۔ چنانچہ انہی دو مدات میں ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ اس جماعت نے بڑی بڑی رقوم اکٹھی کرکے دی ہیں یعنے سال گذشتہ میں تعمیر کے لئے یادگار رسیم کے رنگ میں مبلغ نوسو روپیہ کے قریب اس جماعت کی طرف سے وصول ہوئے اور لنگر خانہ کے لئے خاص یکمشت چندہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں قریب ایکہزار روپیہ کے اکٹھا کرکے بھیجا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسکی ہمتوں میں برکت دے اور ان کو اس سے بھی بڑھکر تائید سلسلہ کی توفیق دے۔ اگر میں نام لیکر اس سلسلہ کے مخلصین کا ذکر کرنا چاہوں تو اس کے لئے بہت سے صفحے اخبار کے درکار ہوں گے مگر چونکہ یہ سب احباب محض خدا کی خوشنودی کے لئے دن رات یہ کام کرتے ہیں اس لئے میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ نام لیکر اُن کی کوششوں کا ذکر کروں۔

جس قدر چندہ جماعت سیالکوٹ سے وصول ہوا ہے یا جس کا وعدہ اس جماعت کی طرف سے دیا گیا ہے اس میں ایک بڑا حصہ مفصلات کے چندوں کا ہے۔ اور یہ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر باقی ضلعوں کی انجمنیں اسی طرح کوشش کریں تو ایک کثیر رقم چندہ کی وصول ہو سکتی ہے۔ ضلعوں میں انجمنیں قائم کرنے کی اصل غرض یہی تھی کہ یہ انجمنیں چونکہ خواندہ اور غالباً مستعد احباب کے ہاتھ میں ہوں گی۔ اس لئے صدر انجمن کا بوجھ اس طرح پر تقسیم ہوگا کہ سب احباب اس کوشش فراہمی چندہ میں حصہ لے سکیں گے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے سوائے ایک دو انجمنوں کے باقی انجمنوں نے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ میں اس تحریک کے متعلق اتنی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ میں نہیں جانتا اب کون سے لفظ لاؤں جو ہماری جماعت کے مخلص دلوں میں اس کام کی تکمیل کے لئے جوش پیدا کریں۔ میں نے چالیس ہزار روپے چندہ کے لئے تحریک کی تھی اور اس وقت بذریعہ وفد یا خود بخود تحریک سے جس قدر چندوں کا وعدہ ہو چکا ہے وہ رقم قریب سولہ ہزار کے پہنچتی ہے اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ دو چار اور بڑے بڑے شہروں میں تحریک سے چار ہزار روپیہ دورہ کرنے سے جمع ہو سکے گا۔ اور اس طرح پر بیس ہزار روپے کی رقم ہو جائے گی۔ جس کی وصولی کی امید بھی ہے۔ باقی بیس ہزار کے لئے اگر میں انجمن ہائے ضلع سے یہ درخواست کروں کہ وہ مفصلات میں اپنی طرف سے انتظام کرکے اس رقم کے پورا کرنے کی کوشش کریں تو یہ کوئی ایسی درخواست نہیں جو رد کرنے کے قابل ہو۔ اگر افسوس ہے تو یہی کہ عملاً اس درخواست کو رد کیا جا رہا ہے۔ اس ضرورت کو میں اکیلا محسوس نہیں کرتا بلکہ سب دوست یکساں محسوس کر رہے ہیں۔

پس جن احباب کو خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے کہ وہ عملی طور پر اس کو پورا کرکے دکھائیں میں اُن سے پھر یہ درخواست کرتا ہوں کہ وقت ہاتھ سے جا رہا ہے۔ اور تھوڑی سی بے انتظامی یا عدم انتظام کی وجہ سے ہزارہا روپے کا نقصان اس سلسلہ کو ہو رہا ہے۔ آخر ہم سب لوگ اپنے اپنے کاروبار کرتے ہیں اور بڑے بڑے کاموں اور پیچیدہ امور کو سرانجام دیتے ہیں اور ان کاموں میں ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ بھی کرتے ہیں پھر کیوں ایک ایسے کام میں جو ہمارا ایمان اور ہمارے معتقدات کی رو سے خدا تعالیٰ کا کام اور اُس کی خوشنودی کی راہ ہے اس قدر ہمت ہار بیٹھے ہیں کہ ذرا سی مشکل کو ایک پہاڑ سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کے سرانجام دینے کے لئے پہلا قدم بھی ہنوز اُٹھایا نہیں گیا حالانکہ مدت سے اس کے متعلق سلسلہ کے اخباروں میں زور دیا جا رہا ہے۔ اگر لاکھوں نہیں تو ہزارہا آدمی ایسے ضرور موجود ہیں جن سے چندہ وصول نہیں ہوتا۔ کب وہ وقت آئیگا کہ چند پرجوش احباب اسی کام کے لئے اس طرح کمر ہمت باندھکر کھڑے ہو جائیں کہ جب تک اس کو پورا نہ کر لیں آرام نہ لیں۔ دوستو! یہ وقت نصرت دین کا ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں ہر ایک مذہب اور ہر ایک سلسلہ حقہ پر یہ وقت آیا کرتا ہے۔ یہ موقعہ خدمت کا ہمیشہ ہمارے ہاتھوں میں نہیں رہے گا اس کو ضائع نہ کرو اور خدا کے لئے توجہ کرو۔

سیالکوٹ میں میں نے ایک اور بات دیکھی ہے کہ کس طرح تھوڑی تھوڑی مدد سے جس کا اثر بھی کسی کو محسوس نہیں ہوتا سلسلہ کی مدد کے لئے بڑی بڑی رقوم جمع ہو سکتی ہیں۔ سیالکوٹ کے احباب نے ایک آٹا فنڈ کھولا ہے۔ یہ تجویز مثل دیگر چند تجاویز کے میرے مکرم دوست ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے کے ذہن رسا کا نتیجہ ہے۔ اور جس طرح سیالکوٹ کے مخلص احباب نے اس تجویز کو عملی رنگ میں پورا کرکے دکھایا اگر دوسری جگہ بھی جماعتیں اسی طرح کوشش کریں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے جو لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے مکتفی ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم ایک بڑے حصہ اخراجات لنگر کو پورا کر سکتا ہے۔ کوئی گھر نہیں جس میں کھانا نہیں پکتا۔ اور نہ ہی کوئی گھر ایسا ہے جس میں اسقدر ناپ تول کر کام لیا جاتا ہو کہ تولہ یا چھٹانک کم یا زیادہ نہ ہو۔ جماعت سیالکوٹ میں اس تجویز پر عملدرآمد ہو رہا ہے کہ تمام احمدی جن کے گھروں میں کھانا پکتا ہے آٹا گوندھتے وقت خشک آٹے کی ایک مٹھی ایک الگ برتن میں نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح دونوں وقت ایک ایک مٹھی ایک الگ برتن میں نکال کر رکھ لی جاتی ہے۔ . . . . سات دن کے بعد نقیب اور بعض معزز ممبران انجمن تمام گھروں میں پھر کر اس آٹے کو جمع کرتے ہیں اور ایک جگہ جمع کرنے کے بعد یہ آٹا بیچ دیا جاتا ہے۔ صرف شہر سیالکوٹ کی جماعت میں اس آٹے کی فروخت سے ساٹھ روپے ماہوار کی آمد ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اس تجویز سے کوئی شخص ایک منٹ کے لئے بھی محسوس نہیں کر سکتا کہ اس کو کچھ دینا پڑتا ہے۔ مگر قطرہ قطرہ بہم شود دریا کا معاملہ ہے ایک مٹھی سے ساٹھ روپے ماہوار یا سات سو بیس روپے سالانہ کی آمد ہے۔ اگر یہی کوشش دوسری جماعتیں بھی کریں تو اس جماعت میں زیادہ نہیں تو ہزار روپے ماہوار کی آمد اسی ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ بظاہر اس بات کو حقیر سمجھا جائے گا کہ ایک مٹھی آٹے کی کیا مدد ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ ایک ایسی ہے جس کا اثر بھی کسی کو محسوس نہیں ہوتا اور ایک کثیر رقم مستقل طور پر جمع بھی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بات بھی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ضلعوں کی انجمنیں کام کو تکمیل دینے کی غرض سے اپنے ہاتھ میں لیں۔

دوسرا امر جس کو میں اس وقت احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ چودھری نصر اللہ خان صاحب کی سعی ہے جسکو واقعی نصر اللہ یعنے خدا کی نصرت ہی کہنا چاہیے۔ چودھری صاحب سیالکوٹ کی انجمن کے پریزیڈنٹ ہیں اور اُن برگزیدہ احباب میں سے ہیں جو اس انجمن کو کامیاب بنانے میں خاص طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب مدت سے اس فکر میں تھے کہ بجائے وصیت کرنے کے

وہ اپنی جایداد کا حساب کرکے اپنی زندگی میں ہی اس قدر حصہ وصیت روپیہ انجمن کو دیدیں۔ تعمیر مدرسہ کی تحریک نے ان کے اس نیک ارادے کو عملی رنگ میں آنے کا موقعہ دیدیا۔ چنانچہ انھوں نے بالفعل تین ہزار دوسو روپیہ دو کمروں کی تعمیر کے لئے دیا ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہے کہ اس روپیے سے دو کمرے بنوا دیے جاویں جن کا کرایہ اُن کی حین حیات میں فنڈ تعمیر مدرسہ میں جاتا رہے اور اس کے بعد وہ بروے وصیت مقبرہ بہشتی کی جایداد سمجھی جاویں۔ اس طرح پر وہ اپنی ذات کے لئے اُن کمروں سے کوئی فایدہ نہیں اُٹھانا چاہتے بلکہ سلسلہ کی ہی کوئی مد اسکا فایدہ اُٹھاتی رہے گی۔ ان دو کمروں کا کرایہ قریب دوسو روپیہ سالانہ کے ہوگا اور خدا تعالیٰ چودھری صاحب موصوف کی عمر میں برکت دے اس طرح پر ان کی حین حیات ہی میں ہزار ہا روپے کی مدد تعمیر مدرسہ میں ہی مل جائے گی یہ ایک ایسی نیک فال ہے کہ میں ان احباب کی خدمت میں جن کو یہ موقعہ میسر ہے عرض کروں گا کہ اگر تھوڑے سے اور دوست بھی ایسی تجویز پر عمل کریں تو چند دنوں میں ہی عمارت مدرسہ تیار ہو سکتی ہے۔

یہ بات بالکل سچی ہے کہ وصیت کے روپیہ کو اپنی زندگی میں ادا کرکے وہ انجمن کو بہت سی مشکلات سے بچائیں گے کیونکہ بعد میں روپیہ کے وصول ہونے میں جیسا کہ تجربہ بتاتا ہے اکثر اوقات دقتیں اور روکیں ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ اور جو کچھ وہ اپنی زندگی میں ادا کردیں گے اس کا انجمن کو دوہرا فایدہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ چودھری نصر اللہ خان صاحب کا یہ نیک نمونہ ضرور کسی اور دل میں بھی یہ نیک تحریک پیدا کریگا اور یہی میری غرض اس کو اخبار میں شائع کرنے سے بھی ہے۔ خدائے تعالےٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ بہت سے دلوں کو ایسی نیک مثالوں کے قائم کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

اس موقعہ پر میں منشی محمد یوسف صاحب (کپورتھلہ) کو بھی خاص طور پر اس امر کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ جب وفد کپورتھلہ میں منشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو ان سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ ایک کمرہ مدرسہ کے لئے بنوا دیں۔ منشی صاحب نے اس درخواست پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور جو جوش خدائے تعالیٰ نے اس سلسلے کی تائید کے لئے اس کے اکثر خدام کے دلوں میں ڈال رکھا ہے اس پر نظر کرکے مجھے امید کامل ہے کہ منشی صاحب موصوف عنقریب اس درخواست کی

قبولیت سے بھی خوش کریں گے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ انسان کے لئے کام آنے والی وہی چیز ہے جو وہ اپنی عاقبت کے لئے آگے بھیج چھوڑتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب خدائے تعالےٰ نے انکو طاقت دی ہے کہ وہ دین کی اسی قسم کی خدمت کر سکیں۔ ایسا ہی انکو وہ ایمان بھی دیا ہے جو انسان سے ایک عظیم الشان مالی قربانی کرا سکتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ۔

(خاکسار محمد علی۔ ۲۲ اپریل ۱۹۰۸ء)

نظم پنجابی (۱)

آطاعون ہوراں جو ساندل باری قدم ٹکایا
بے علماں علماں نوں سیداں اگوں شور مچایا
خلقت ساری کہے ملاں نوں مسجد دے وچ جا کے
کرو حیلہ کجھ ایس وبا نئیں رکھے رب بچا کے
علماں کہن خرائتاں کڈھو صدقہ کجھ نکالو
اسانوں حدیث صحیح دے ڈٹھا جا سو فیج وبالو
کہن تعاویذ سورت لکھ لیا ہو ڈھول شتابی
راتیں پنڈاں کول وگا ہو ہووے دور خرابی
نلکے ختم کرا ہو تسیں تے علماں کھوا ہو
زر دولت سانوں کپڑے دیہو منت تسیں بچ جا ہو
جیہڑیں جیہوں ڈھول وگا ون راتیں لے علماں کھواندے
اگے نالوں مرن ودھیرے دکھ زیادہ پاندے
بھی اوہ ملاں جنھاں سورت لکھی اور پڑھ ڈھولاں
اوہ پہلے حملے دے وچ موئے میں جھوٹھ نہ ہرگز بولاں
حالت دیکھ ملاں دی خلقت سید اندی دل وچہ آئی
استغفار پکارن منہ تھیں قدرت دیکھ ربانی
آکھن آپیں مرید نساڈے تسیں پیر کہاندے
نذر نیاز شیر نیاں لیکے نت اسانتھیں کھاندے
کرو دعائیں رب اسانوں رکھ ایس وبا تھیں
گائیں مجھیں لے اُٹھ گھوڑے نذراں لیو اساتھیں
سید کہن اساڈیاں لوڑاں کیتیاں نیک کمائیں
جنھے پیر اسیں وچ بابے جاون نس بلائیں
آل نبی اولاد علی ہاں کون اساں تھا ثانی
اُمت نبی صاحب دی وچہ آپیں ہاں لاثانی
بھاویں کدی نماز نہ پڑھیے پڑا زناہ کمائیے
برکت جدّا نبی دی آپیں ہر جا فتح پائیے
تساں لگ ملاں دے آکھے اپنا دین ونجایا
سن پیر فقیر الَسّند اسا ادلوں بھلایا

سرود فنا

از منشی نعمت اللہ گوہر ہشوری ثم قادیانی)

نکھ جب سے پیا کا دیکھ لیا — رہی ہم کو نہ دنیا کی چاہ ذرا

دل اس دنیا میں پھنسا نا گیا — دنیا ہے سراسر دام فنا
احباب بتلاتے ہیں کیوں مجھکو — ہر لحظہ جتلاتے ہیں کیوں مجھکو
میرے بس میں نہ تھا میرا دل ہرگز — تقدیر نے اپنا کام کیا
تھا سوز و تپش میری قسمت میں — میری قسمت پر کیوں لوگ ہنسیں
جنھیں ذوق تپش سے بہتر ہیں — انھیں آدمی کون کہے گا بھلا؟
اک دل کہ جسے مدت سے لگی تھی — شہوت دنیا طلبی کی
اب فضل سے اپنے مولا نے — اسے اپنی جانب کھینچ لیا
ہیں زرد کی بنیں اب کچھ پروا — کیا کم ہے خزانہ محبت کا
ہے کلید ارادت ہاتھ میں ہر دم — جی جاتا جب کھول لیا
مجھ پر تو بھلا ہنستا ہے تو — کہ تو بھی کہ دنیا کے اندر
کیا نیک کمائی کی تو نے — کیا توشہ عقبیٰ جمع کیا
تجھے کس مطلب کو بھیجا تھا — کبھی دل میں یہ تیرے خیال آیا؟
تو مسافر ہی کہ مکیں ہی یہاں کا — چشم بصیرت کھول ذرا
جس باغ میں تو چلتا ہی لنگ کر — دیکھ کہ مالی کون اسکا
سبزے کو سکھائی ایک کس نے — کیا دیدۂ نرگس کس نے دیا؟
دیا بلبل کو کس نے نالہ — دل گل کا ہے کیوں پارہ پارہ
کیوں شمع پہ جلتا ہے پروانہ — لالہ کو جگر کا داغ ملا
جب چھوڑ وطن تو سفر کو چلا — تجھے لقب ظلوم و جہول ملا
اب خالی ہاتھ بھریگا جب — کیا منہ مالک کو دکھائیگا؟
یہ زندگی ہے اک جنگ میاں — یہاں چل مرشل تفنگ میاں
کھول اپنے تیر و تفنگ میاں — ذرا ہاتھ شجاعت کے دکھلا
ترا آقا تجھ پہ نثار ہوا — تجھے جنگ میں اس نے بھیجدیا
اب بیٹھ دکھاتا ہے کرتا — ہے جرم بک کیوں آقا کا
جب جنگ سے پھر کر جائیگا — اور ہوگا شکست سے منہ کالا
کیا اک چلو بھر پانی میں تو — ڈوب مری نہ جائیگا؟
ہے سب کی نظر تیری ہی طرف — خورشید و قمر اور جن و ملک
سب تکتے ہیں تیری راہ کہ دیکھیں — جنگ میں جیتا یا ہارا
یہ درد بھرے دل کی ہے صدا — یا دفتر پند و نصائح کا
گوہر یہ غزل تو خوب پڑھی — اب مطلع کو دہرا دے ذرا
نکھ جب سے پیا کا دیکھ لیا — رہی ہم کو نہ دنیا کی چاہ ذرا
دل اس دنیا میں لگانا گیا — دنیا ہے سراسر دام فنا

توبہ تائب ہوو دلیسے تھیں منوں پیر فقیراں
علماں واندا گھیر اچھیڑ و معاف ہوون تقصیراں
بھلکے سبھہ اکٹھے ہوکے عورت مرد تمامیں
قبر اساڈی وا دیدیتی ہو وچل سلامیں
اسیں بھی چل جاوے اگے ایہو عرض کراں ۲ ۲

(۱) مکرمی سید نجف شاہ صاحب ساکنہ موضع حلال پور تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور نے حضرت اقدس کی حضور پڑھی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ واقعی صدق دل و اخلاص سے یہ نظم لکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ موثر ہوگی

گلدستۂ اخبار

امتحان انٹرنس کا افسوسناک نتیجہ — امسال بدنصیب امیدواران امتحان انٹرنس کے بڑے حصہ کو پنجاب یونیورسٹی نے جس بے رحمی سے ذبح کیا ہے۔ اُس کا نظارہ نہایت دردناک ہے اور صوبجات پنجاب و سرحدی کے گوشہ گوشہ سے بیکس طلبار کے نالہ و بکا کی پیہم آوازیں آرہی ہیں جن سے کوئی انسانی طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ امتحانوں کے خراب نتیجے تو اکثر نکلتے رہتے ہیں۔ مگر جیسا قتل عام اب کے سال ہوا ہے۔ اُس کی مثال خدانخواستہ اور چندسال جاری رہی۔ تو لارڈ کرزن بہادر کی تعلیمی پالیسی کے متعلق لوگوں کا یہ الزام بالکل درست ٹھہر جائیگا کہ اُس سے ملکی تعلیم کو دبانا مقصود تھا ہے۔ بہرحال غریب طلبا پر جو آفت برپا ہونی تھی۔ وہ تو ہو چکی۔ لیکن کیا یونیورسٹی اس بارہ میں کوئی تحقیقات کرے گی۔ کہ درنہائی سے زائد امیدواروں کے فیل ہونے کی کیا وجہ ہے اور آئندہ اس کا کیا انتظام کیا جائے؟ ہندوستان ایک نہایت مفلس ملک ہے اور یہاں متوسط الحال اشخاص کو بھی اپنے بچوں کے تعلیم دلانے میں سخت مشکلیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ پس یونیورسٹی کو ایسی سختی پر کمر نہ باندھنی چاہئے جس سے شدید رنج والم کے سوا ہزارہا نوجوانوں کی آئندہ زندگی پر ناگفتہ بہ اثر پڑتا ہے۔

آتشزدگی — بندرگاہ چاٹگام میں پٹنہ کے ذخیرہ میں سخت آتشزدگی ہوئی۔

تصادم — ۱۷ کی رات کو بمبئی میں پائے دھونی کے قریب دو برقی ٹرام گاڑیوں میں تصادم ہو گیا۔ ایک گاڑی کا پہلو ٹوٹ گیا۔ برقی مسافروں میں ضرب صرف ایک شخص کے آئی۔ اور وہ بھی بہت خفیف ہے۔

بم کا گولا — چندرنگر میں بم کے گولے کا جو حادثہ ہوا تھا۔ اس کے متعلق گولے کا امتحان کرایا گیا اور معلوم ہوا۔ کہ یہ گولا اسی قسم کے بارود سے تیار ہوا تھا۔ جس قسم کے مادے لفٹننٹ گورنر کی ٹرین کے تباہ کرنے کے لئے استعمال کیے گئے تھے۔

ڈکیتی — حال میں لاہور اور اٹاری کے سٹیشنوں کے درمیان ایک شخص چلتی ٹرین میں زنانہ گاڑی کے اندر گھس آیا۔ اور عورتوں کو چاقو دکھا کر زیور اُن سے لے لیا۔ مگر ایک عورت نے چلتی ٹرین ہی میں دوئم درجہ پر جا کر اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ گرفتاری کی کوشش کے وقت اس کی ران میں ایک یورپین کی پستول کی گولی لگی۔ مگر وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ پولیس نے اس کا پتہ لگا لیا ہے۔ اور چھ سو روپیہ کا زیور بھی اس کے پاس سے برآمد ہو گیا ہے۔

آتشزدگی — ۲۰ اپریل کی شب کو اندرون موچی دروازہ متصل چوک نواب صاحب ایک نان بائی کی دوکان میں آگ لگ گئی۔ مگر محلہ والوں کی کوشش سے جلد فرو کی گئی۔ سامان نکالنے اور آگ بجھانے میں رحیم کنسٹبل ۸۴۷ نے علی الخصوص بڑی جانبازی و مستعدی دکھائی۔

ریلوے کی تباہی — شب دوشنبہ کو دو کھچا کھچ بھری ہوئی گاڑیاں جو بینڈیگو اور بلارٹ سے میلبورن کو آرہی تھیں۔ ۱۱ بجے کے وقت پرٹرے برک جنکشن پر لڑ گئیں۔ تین گاڑیاں چور چور ہو گئیں۔ ۲۱ لاشیں مل گئی ہیں۔ ۶۰ آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ لڑی ہوئی گاڑیوں میں آگ لگ گئی۔ اور کئی آدمی بہت جل گئے ہیں۔

(بعد کی خبر) ملبورن کا ایک تار مظہر ہے کہ تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ۴۲ آدمی مرے اور ۸۰ زخمی ہوئے۔

جاپانی پولیٹکل تقرر — رائٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے بذریعہ تار مطلع کرتا ہے کہ مسٹر اچیو کونسلر جاپانی سفارت لندن وسکونٹ ہیاشی کے بیگن میں جانشین ہوں گے اور وسکونٹ ہیاشی سفیر جاپان متعینہ روم ہوں گے۔

ریلوے کی چوری — دسمبر گذشتہ میں بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے گڈس آفس سے ۲۱۳۴ روپے کے نوٹ اور نقد روپے جاتے رہے تھے۔ ریلوے پولیس نے اب مدد پولیس کنسٹبل ایک سابق ملازم پولیس اور دو شخص گرفتار کئے ہیں۔ ایک ملزم نے اقبال کیا ہے کہ میں اور میرے ساتھی ۹ ماہ سے آہنی صندوق کے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

گرفتاری — بمبئی پولیس نے ایک چور پکڑا ہے۔ جو سالہا سال سے تنگ کر رہا تھا۔ ملزم کا بیان ہے۔ کہ میں نے چوری کے ذریعہ سے ہزار ہزار روپے ماہوار کمائے ہیں۔

ہرجانہ — تناولی میونسپل کونسل نے گورنمنٹ پر ۱۹ ہزار روپے ہرجانہ کا دعوے کیا ہے جو کونسل کا گذشتہ ہنگاموں کے موقع پر ہوا۔

امریکہ کا کاروبار — نیویارک کا ایک تار مظہر ہے۔ لانگسٹر کمپنی اور ایک کارخانہ بینہ کے بند ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے ذمہ قرضہ کی تعداد کثیر نہیں ہے۔

برآمد طلا — نیویارک سے یورپ کو ۳۵ لاکھ ڈالر کا سونا یورپ کے لئے کل ۲۵ کروڑ روانہ ہونے والا تھا۔

آگ پر چلنا — بمقام منگو ٹ حال میں آگ پر چلنے کا کرشمہ چند فقیروں نے نہایت حیرت انگیز طریقہ سے دکھایا۔ چند روز تک یہ لوگ مہا بھارت پڑھتے رہے پھر دروپتی اور ارجن کا تہوار منایا۔ اس کے بعد ۱۸ دن تک روزے رکھے۔ اور بتوں کا جلوس نکالا۔ وقت مقررہ پر ایک گڑھا ۲ انٹ لمبا اور ۳ انٹ چوڑا کھودا گیا۔ اور اس میں دو فٹ اونچے تہ دہکتے ہوئے کوئلوں کی لگائی گئی۔ اور ۴۰ پجاری ننگے پیر آگ پر چلے اس تماشے کو دیکھنے کے لئے تقریبا چھ ہزار آدمی موجود تھے۔ جن میں سے بہت سے یورپین افسران بھی تھے۔ آگ پر چلنے والے "گوبند گوبند" کہتے جاتے تھے۔

تصادم — ۲۱ اپریل کو ہردوئی اور کوراناکے درمیان اودھ رہیلکھنڈ کی دو گاڑیاں لڑ گئیں۔ چار گاڑیاں بالکل چکنا چور ہو گئیں۔ ہردوئی سے آنے والی گاڑی کا انجن دوسری پر چڑھ گیا۔ گارڈوں کے خفیف ضربیں آئیں۔

انعام — مولوی ممتاز علی صاحب مالک رفاہ عام سٹیم پریس لاہور کی اہلیہ صاحبہ کو ترقی تعلیم نسواں کی کوشش کے صلہ میں گورنمنٹ پنجاب سے ۳ سو روپے انعام اور سند ملی ہے۔

قانون تار — واشنگٹن میں اسکول کے چند لڑکوں نے پرائیویٹ تار لگا کر سرکاری تاروں کو لینا شروع کر دیا تھا خفیہ سے خفیہ سرکاری خبریں ان لوگوں کو معلوم ہو جاتی تھیں۔ اس بنا پر کانگرس میں پرائیویٹ تاروں کے خلاف مسودہ قانون پیش ہونے والا ہے۔

سگار نوشی — لارڈ گرینفل کمانڈر انچیف افواج آئرلینڈ نے اعلان شایع کیا ہے۔ کہ فوج میں سگار کے استعمال کو حتی الامکان روکنا چاہیئے کیونکہ اس سے سپاہیوں کی صحت پر سخت مضر اثر پڑتا ہے۔

خروج — دوشنبہ کو رنگون میں سمندر کے کسی آتش فشاں پہاڑ کے خروج کرنے کی اطلاع ملی تھی۔ یہ آتش فشاں پہاڑ غالبا سینڈووے کے قریب ہے۔

بازیافتگی — لاہور اور اٹاری اسٹیشنوں کے درمیان جس شخص نے زنانہ گاڑی میں گھس کر عورتوں سے زیور چھینا تھا وہ گرفتار ہو گیا۔ اور پولیس نے کل زیور برآمد کر لیا۔

ناخوشی — اخبار جوگانتر کا پرنٹر و پبلشر بھیندرا ناتھ دت جس کے نام معترضانہ مضامین شایع کرنے کے جرم میں پھر وارنٹ جاری ہوا تھا پچیس پچیس سو روپے کی دو ضمانتوں